بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کا بڑا جانور بیچ کر دو چھوٹے جانور لینا کیسا ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (1) اگر غنی شخص نے قربانی کیلئے بڑا جانور خریدا، کیا اب وہ اس ایک کو بیچ کر دو چھوٹے جانور یعنی بکرے خرید کر دونوں کی قربانی کر سکتا ہے ؟ (2) اگر ایک چھوٹا جانور خریدا، تو کیا اس کو بیچ کر دو بکرے خرید کر دونوں اپنی طرف سے قربان کر سکتا ہے ؟ شرعی رہنمائی فرمادیں۔

سائل : ویب سروس

جواب

نفس مسئلہ کے جواب سے پہلے کچھ تمہیدی گفتگو سمجھ لیجیے !

(1) جب جانور کو قربانی کی نیت سے خرید لیا جائے، تو اُس جانور سے ہر قسم کا نفع حاصل کرنا مکروہ و ممنوع ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ جانور اپنے تمام اجزاء کے ساتھ قُربت (یعنی نیکی) کیلئے متعین ہو جاتا ہے اور یہ قربت اُسی وقت حاصل ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے نام پر اس جانور کا خون بہایا جائے گا، اس لیے جب تک جانور سے یہ اصل غرض حاصل نہ ہو جائے تب تک اس سے ہر قسم کا انتفاع ممنوع ہے۔ منفعت حاصل کرنے سے مراد ذبح سے پہلے کسی بھی انداز میں اُس جانور سے فائدہ حاصل کرنا ہے، مثلاً اُون اتار کر بیچنا یا خود استعمال کرنا، سواری کرنا یا کرائے پر دینا یا اسے بیچ کر کم قیمت پر دوسرا خریدنا، بلکہ برابر کی قیمت والا دوسرے جانور سے بدلنا بھی منع ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی بھی بلا مقصد قرار پائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ غنی کا قربانی کی نیت سے خریدا گیا جانور اگرچہ کلی طور پر متعین نہیں ہوتا، یعنی اس پر خاص اسی جانور کی قربانی کرنا لازم نہیں ہوتا، مگر من وجہ تعیین کی وجہ سے اس سے انتفاع بھی جائز نہیں ہوتا، حتی کہ اگر بدلنا چاہے تو صرف اس شرط کے ساتھ بدل سکتا ہے کہ اس سے بہتر اور مہنگے جانور سے تبدیل کرے، اسی جیسے یا اس سے کم تر سے بدلنا جائز نہیں۔

(2) اگر غنی اپنی طرف سے ایک سے زائد جانور قربان کرے، تو ایک سے واجب ادا ہوگا اور بقیہ سے نفلی قربانی شمار ہوگی اور اگر ایک بڑا جانور مکمل اپنی طرف سے قربان کرے، تو اگرچہ اس میں سات حصے ہوتے ہیں، مگر وہ مکمل جانور ایک ہی جان ہونے کی وجہ سے واجب کی ادائیگی کا ذریعہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جس شخص نے جانور خریدتے وقت کسی اور کو شریک کرنے کی نیت نہ کی ہو، فقہائے کرام نے اس کے لیے جانور کے کسی حصے کو بیچنا مکروہ و ممنوع قرار دیا ہے۔

اس تفصیل کے بعد نفس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ سوال میں ذکر کردہ دونوں صورتوں میں ایک جانور کے بدلے جو دو جانور خریدے جا رہے ہیں، اگر ان میں سے ہر ایک کی جداگانہ قیمت اس ایک جانور سے کم یا اس کے برابر ہے، تو ایسی صورت میں ایک کے بدلے دو جانور لینا جائز نہیں، کیونکہ جس ایک بڑے جانور کو اپنی طرف سے غنی نے خرید لیا، اب وہ مکمل جانور ہی اس کے ذمہ واجب کی ادائیگی کا ذریعہ بن گیا اور صورت مذکورہ میں جب اس بڑے جانور کو بیچ کر دو چھوٹے جانور خریدے جائیں گے، تو اگرچہ دونوں کی مالیت اس ایک سے زیادہ ہے، مگر واجب کی ادائیگی ان میں سے ایک کے ذریعے ہوگی اور اس ایک کی قیمت اس بڑے سے کم ہے۔

یونہی ایک چھوٹا جانور بیچ کر اس کے بدلے دو مہنگے جانور خریدنے کا معاملہ ہے، کہ جب دو خریدے جائیں گے، تو اگر ان میں سے ہر ایک کی جداگانہ قیمت اس پہلے جانور سے کم ہے، تو ایسی صورت میں بھی تبدیلی جائز نہیں کہ واجب تو ایک سے ادا ہونا ہے اور حکم شرعی یہ ہے کہ غنی کے لیے قربانی کے جانور کو بیچ کر کم قیمت میں دوسرا جانور خریدنا، جائز نہیں ہے۔

اور جہاں تک قربانی ہونے کا معاملہ ہے، تو کسی کی صورت میں اگرچہ تبدیلی جائز نہیں، لیکن قربانی ہو جائے گی، بلکہ اگر کسی نے دونوں جانور ہی قربان کر دئیے، تو قربانی بھی ہو جائے گی اور مزید کچھ صدقہ کرنا بھی لازم نہیں ہوگا۔ **اس کی نظیر فقہائے کرام کا بیان کردہ یہ مسئلہ ہے** کہ اگر کسی نے ایک جانور خریدا پھر اس سے کم قیمت جانور خرید کر اس کی قربانی کر دی، تو اس کی قربانی ہو جائے گی، لیکن جتنی قیمت کم ہوئی، وہ شرعی فقیر پر صدقہ کرنا ہوگی اور اگر وہ پہلا جانور بھی ایام نحر میں ہی ذبح کر دے اور جو قیمت صدقہ کرنا لازم ہوئی تھی، وہ اس جانور کے ذریعے پوری ہو جائے، تو مزید کچھ بھی صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ اضافی قیمت کا صدقہ کرنا اس لیے لازم ہوا تھا کہ قربانی کے جانور کی قیمت میں جو کمی آئی، اسے پورا کیا جا سکے اور جب اس جانور کو ہی ذبح کر دیا، تو مقصود پورا ہو گیا کہ یہ دونوں جانور پہلے جانور ہی کی جگہ خریدے گئے تھے تو اگرچہ ایک جانور کے کم قیمت ہونے کی وجہ سے تبدیلی جائز نہ تھی اور صدقہ لازم تھا لیکن دوسرے جانور کی قربانی سے وہ تصدق فی سبیل اللہ ہی ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ بیان کردہ صورت میں ایسی تبدیلی کرنا درست نہیں، لیکن اگر کسی نے کر لی اور دونوں جانوروں کو ہی ایامِ نحر میں قربان کر دیا، تو اس کی قربانی ادا ہو جائے گی اور قیمت بھی صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگی، تاہم حکم شرع کی خلاف ورزی کی وجہ سے توبہ لازم ہوگی۔

بالترتیب جزئیات ملاحظہ کیجیے۔

قربانی کے جانور سے نفع اٹھانے کی ممانعت کے متعلق علامہ ابو المَعالی بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 616ھ / 1219ء) لکھتے ہیں: ”یکرہ لہ ان یحلب الاضحیۃ، ویجز صوفھا قبل الذبح، وینتفع بہ، لان الحلب والجز تفویت جزء منھا، وقد التزم التضحیۃ بجمیع اجزاءھا، فلا یجوز لہ ان یحبس شیئا منھا، وان فعل ذلک تصدق بھا“ یعنی ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کا دودھ دوہنا اور اُس کی اُون کاٹ کر اُس سے نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، کیونکہ دودھ دوہنا اور اُون اُتارنا قربانی کے جانور کے جزء کو ضائع کرنا ہے، حالانکہ وہ شخص اُس جانور کے تمام اجزاء سمیت اُس کی قربانی اپنے اوپر لازم کر چکا ہے، لہذا (قربانی سے پہلے) اِس

شخص کو اُس جانور میں سے اپنے لئے کسی چیز کو استعمال کرنا، جائز نہیں، اور اگر ایسا کر لیا تو اُس (حاصل شدہ) چیز کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (المحیط البرھانی، کتاب الاضحیۃ، الفصل السادس الانتفاع بالاضحیۃ، جلد 6، صفحہ 94، مطبوعہ بیروت)

علامہ عالم بن علاء دہلوی ہندی رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 786ھ/1384ء) لکھتے ہیں: "واذا اشتری بقرا او بعیرا او اوجبہ للاضحیۃ کرہ لہ رکوبہ واستعمالہ۔۔۔ وان اجرہ تصدق باجرہ" ترجمہ: اور جب کوئی شخص گائے یا اونٹ خریدتا ہے، تو وہ اس کو قربانی کے لیے واجب کر لیتا ہے اور اس کے لیے اس پر سواری کرنا اور اسے استعمال کرنا مکروہ و ممنوع ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس کو کرایہ پر دے، تو اس کا کرایہ صدقہ کر دے۔ (فتاوی تاتارخانیہ، کتاب الاضحیۃ، جلد 17، صفحہ 442، مطبوعہ کوئٹہ)

قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنے کی ممانعت کی علت بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "والسر فی ذلک مایستفاد من کلمات العلماء الکرام ان اصل القربۃ فی الاضحیۃ انما تقوم باراقۃ الدم لوجہ اللہ تعالی فما لم یرق لا یجوز الانتفاع بشیئ منہ حتی الصوف واللبن وغیر ذلک لانہ نوی اقامۃ القربۃ بجمیع اجزائھا" ترجمہ: اور قربانی کے جانور سے انتفاع کی ممانعت کا راز جو کلماتِ فقہا سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قربانی کی نیکی اسی صورت میں مکمل ہوتی ہے جب اللہ کی رضا کے لیے جانور کا خون بہا دیا جائے، تو جب تک یہ قربت واقع نہیں ہوگی، قربانی کے جانور سے ہر قسم کا نفع اٹھانا، جائز نہیں ہوگا، حتی کہ اُون اور دودھ وغیرہ سے بھی، اس لیے کہ جو انسان قربانی کا جانور خریدتا ہے وہ اس کے تمام اجزا کے ساتھ قربت یعنی نیکی کرنے کی نیت کر چکا ہوتا ہے، اس لیے جب تک جانور سے یہ اصلِ غرض حاصل نہیں ہوتی، اس سے ہر قسم کا انتفاع مطلقا منع ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 511، 512، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غنی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ جانور قربانی کے لیے متعین نہیں ہوتا، جیسا کہ بنایہ شرح ہدایہ وغیرہ کتبِ فقہ میں ہے:

"(لأن الوجوب علی الغني بالشرع ابتداء) یعني قبل الشرع، حاصلہ أن الغني لا یتعین علیہ بالشراء بل الواجب علیہ قبل الشراء (لا بالشراء فلم تتعین) أي لا الوجوب علیہ بسبب الشراء إذا کان کذلك فلم یتعین علیہ بالشراء" ترجمہ: غنی پر ابتداءً شریعت کی جانب ہی سے قربانی واجب ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ غنی پر جانور خریدنے کے سبب قربانی متعین نہیں ہوتی، بلکہ اُس پر جانور خریدنے سے پہلے ہی قربانی واجب ہوتی ہے، یعنی قربانی کا وجوب اُس پر خریداری کے سبب نہیں ہوتا، لہٰذا جب معاملہ ایسا ہی ہے، تو خریداری کے سبب وہ جانور قربانی کے لیے متعین بھی نہیں ہوگا۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ، کتاب الاضحیۃ، جلد 12، صفحہ 42، مطبوعہ بیروت)

غنی ایک سے زائد جانور قربان کرے، تو ایک واجب اور دیگر نفل قرار پائیں گے، نیز کوئی شخص بڑا جانور اپنی طرف سے ذبح کرے، تو وہ پورا ہی واجب کی ادائیگی کا ذریعہ ہوگا، چنانچہ علامہ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 542ھ) نے "خلاصۃ الفتاوی" میں، علامہ ابن شحنہ حلبی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ (سال وفات: 882ھ) نے "لسان الاحکام" میں اور علامہ ابنِ

عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) نے "ردالمحتار" میں اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کیا، واللفظ للآخر: "ولو ضحى بأكثر من واحدة فالواحدة فريضة والزيادة تطوع عند عامة العلماء. وقال بعضهم لحم، و المختار أنه يجوز كلاهما. وفي التتارخانية عن المحيط أنه الأصح... (قوله ولو ضحى بالكل، إلخ) الظاهر أن المراد لو ضحى ببدنة يكون الواجب كلها لا سبعها بدليل قوله في الخانية: ولو أن رجلا موسرا ضحى ببدنة عن نفسه خاصة كان الكل أضحية واجبة عند عامة العلماء وعليه الفتوى اهـ مع أنه ذكر قبله بأسطر لو ضحى الغني بشاتين فالزيادة تطوع عند عامة العلماء، فلا ينافي قوله كان الكل أضحية واجبة، ولا يحصل تكرار بين المسألتين فافهم، ولعل وجه الفرق أن التضحية بشاتين تحصل بفعلين منفصلين وإراقة دمين فيقع الواجب إحداهما فقط والزائدة تطوع بخلاف البدنة فإنها بفعل واحد و إراقة واحدة فيقع كلها واجبا، هذا ما ظهر لي" ترجمہ: اور اگر کسی نے ایک سے زائد قربانیاں کیں، تو ایک سے واجب ادا ہوگا اور بقیہ اکثر علما کے نزدیک نفلی ہوں گی اور بعض نے کہا کہ وہ گوشت ہے اور مختار یہ ہے کہ وہ دونوں قربانیاں ہوں گی اور تاتارخانیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ یہی اصح ہے۔ (شارح کا قول: اگر مکمل کی قربانی کی) ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد بڑا جانور ہے کہ اگر کسی نے بڑا جانور ذبح کیا، تو وہ مکمل ہی واجب کی ادائیگی کا ذریعہ ہوگا، نہ کہ ساتواں حصہ، اس کی دلیل امام قاضی خان کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص غنی ہو اور وہ خاص اپنی طرف سے بدنہ کرے، تو اکثر علما کے نزدیک وہ مکمل اس کی واجب قربانی ہوگی اور اسی پر فتوی ہے۔ حالانکہ قاضی خان نے چند سطور پہلے یہ ذکر کیا کہ اگر غنی نے دو بکریاں قربان کیں، تو زائد نفل ہوگی۔ لہٰذا یہ پہلے کہے گئے اس قول: مکمل واجب ہوگی، کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس سے دو مسئلوں کے درمیان تکرار ہو رہا ہے، تو سمجھو۔ شاید اس میں وجہ فرق یہ ہے کہ دو بکریوں کی قربانی دو الگ الگ عمل اور دو خون بہانے سے حاصل ہو رہی ہیں، اس وجہ سے ان میں فقط ایک سے واجب اور دوسری نفل قرار پائے گی، جبکہ بدنہ یعنی بڑے جانور میں ایک ہی خون ایک بار کے عمل سے قربان ہو رہا ہے، اس وجہ سے وہ مکمل واجب کی ادائیگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ (ردالمحتار مع درمختار، جلد9، صفحہ 551، مطبوعہ کوئٹہ)

جب جانور خریدتے وقت دوسروں کو شریک کرنے کی نیت نہ ہو، تو اس کے حصے بیچنے سے متعلق درمختار مع ردالمحتار میں ہے: "ان نوی وقت الشراء الاشتراک صح استحسانا والا لا استحسانا وفی الھدایہ: والاحسن ان یفعل ذلک قبل الشراء لیکون ابعد عن الخلاف وعن صورۃ الرجوع فی القربۃ۔ وفی الخانیۃ: ولو لم ینو عند الشراء ثم اشرکھم فقد کرھہ ابوحنیفۃ" ترجمہ: اگر جانور خریدتے وقت دوسروں کو شریک کرنے کی نیت کی، تو استحساناً صحیح ہے، ورنہ شریک کرنا استحساناً صحیح نہیں ہے اور ہدایہ میں ہے: بہتر یہ ہے کہ خریدنے سے پہلے یہ (دوسروں کو شریک کرنے کا عمل) کرلے تاکہ اختلاف اور قربت میں رجوع کرنے کی صورت سے بچ جائے اور خانیہ میں ہے: اگر اس نے خریداری کے وقت نیت نہیں کی، پھر دوسروں کو شریک کیا، تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اسے مکروہ کہا ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، جلد9، صفحہ 527، مطبوعہ کوئٹہ)

غنی کے لیے قربانی کے جانور کو اُس سے بہتر جانور سے بدلنا شرعاً جائز ہے، اسی کی مثل یا کم تر سے بدلنا جائز نہیں، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ "جدالممتار" میں لکھتے ہیں: "وقال فی الھدایۃ والتبیین: (انھا تعینت للاضحیۃ حتی وجب ان یضحی بھا

بعینھا فی ایام النحر، ویکرہ ان یبدل بھا غیرھا) قال فی العنایۃ: (بعینھا فی ایام النحر فیما اذا کان المضحی فقیراً ویکرہ ان یبدل اذا کان غنیا) ومطلق الکراھۃ التحریم بل زاد سعدی افندی بعد قولہ: "اذا کان غنیا" (ولکن یجوز استبدالھا بخیر منھا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالی) خصھما لانھا عند ابی یوسف کالوقف، فدل علی ان الاستبدال بغیر الخیر لا یجوز وقال فی العنایۃ (لو اشتری اضحیۃ ثم باعھا واشتری مثلھا لم یکن بہ بأس) فافھم ان لو کانت ادون منھا کان بہ بأس، ولا بأس فی المکروہ تنزیھا فیکرہ تحریما بل قال علیہ سعدی افندی: (اقول: فیہ بحث) ای: فی المثل ایضاً بأس بل یشترط للجواز الخیرۃ کما قدّمنا عنہ" ترجمہ: ہدایہ اور تبیین میں فرمایا: (جو جانور پہلے خریدا تھا) وہ قربانی کے لیے معین ہو گیا حتی کہ اس پر واجب ہے کہ قربانی کے دنوں میں بعینہ اسی جانور کی قربانی کرے اور اس کو دوسرے جانور سے بدلنا مکروہ ہے۔ عنایہ میں فرمایا: اگر قربانی کرنے والا شخص فقیر ہے، تو قربانی کے دنوں میں بعینہ اسی جانور کی قربانی کرے اور اگر غنی ہے، تو اس کے لیے جانور بدلنا مکروہ ہے اور مطلق مکروہ، مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔ بلکہ سعدی آفندی علیہ الرحمۃ نے صاحب عنایہ کے قول: "اذا کان غنیا" کے بعد یہ زائد کیا۔ "لیکن امام اعظم و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے لیے خریدے ہوئے، جانور کو اس سے بہتر سے بدلنا جائز ہے۔" تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بہتر کے علاوہ سے بدلنا جائز نہیں اور سعدی آفندی نے (بہتر سے بدلنے کے جواز کو) ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد علیہما الرحمۃ) کے ساتھ خاص اس لیے کیا، کیونکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک قربانی کا جانور وقف کی طرح ہے۔ اور عنایہ میں فرمایا: اگر قربانی کا جانور خریدا، پھر اسے بیچ دیا اور اس کی مثل خریدا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تو تم اس بات کو سمجھو کہ اگر دوسرا جانور پہلے سے کم تر ہو، تو اس میں حرج ہے اور (حرج ہونا قرار دینے کا مطلب ہوا کہ یہ مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ) مکروہ تنزیہی میں کوئی حرج نہیں ہوتا، لہٰذا (حرج قرار دینے کا مطلب ہوا کہ دوسرے کا پہلے سے کم تر ہونا) مکروہ تحریمی ہے، بلکہ سعدی آفندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: اس مسئلے میں بھی بحث ہے یعنی دوسرے جانور کا پہلے کی مثل ہونے میں بھی حرج ہے، بلکہ (جانور بدلنے) کے جواز کے لیے (دوسرے کا) بہتر ہونا شرط ہے، جیسا کہ ہم ان کے حوالے سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ (جد الممتار، کتاب الاضحیۃ، جلد 6، صفحہ 459، 460، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر جانور تبدیل کر کے دوسرا کم قیمت میں خریدا، تو اضافی رقم صدقہ کرنا ہوگی، جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: "وإن اشتری دونھا فعلیہ أن یتصدق بفضل ما بین القیمتین" ترجمہ: اور اگر کسی نے جانور (تبدیل کر کے) اس سے کم قیمت والا خرید لیا، تو اس پر زائد رقم صدقہ کرنا لازم ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 5، صفحہ 78، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

غنی نے قربانی کا جانور بدل کر کم قیمت والا خریدا، تو اس سے قربانی تو ادا ہو جائے گی، مگر زائد قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگی، نیز اگر دوسرا جانور بھی ذبح کر دیا، تو اب مزید کچھ بھی صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، چنانچہ علامہ کاسانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "الموسر فإنہ لا یجب علیہ التضحیۃ بالشاۃ المشتراۃ بعینھا وإنما الواجب في ذمتہ وقد أداہ بالثانیۃ فلا تجب علیہ التضحیۃ بالأولی... وسواء کانت الثانیۃ مثل الأولی في القیمۃ أو فوقھا أو دونھا لما قلنا، غیر أنھا إن کانت دونھا في القیمۃ یجب علیہ أن یتصدق بفضل ما بین القیمتین؛ لأنہ بقیت لہ ھذہ الزیادۃ سالمۃ من الأضحیۃ فصار کاللبن ونحوہ ولو لم یتصدق بشيء ولکنہ ضحی

بالأولى أيضا وهو في أيام النحر أجزأه وسقطت عنه الصدقة؛ لأن الصدقة إنما تجب خلفا عن فوات شيء من شاة الأضحية فإذا أدي الأصل في وقته سقط عنه الخلف" ترجمہ: غنی پر بکری خریدنے سے بعینہ وہی قربان کرنا واجب نہیں ہوجاتی، بلکہ اس کے ذمہ قربانی واجب ہوتی ہے جیسے وہ دوسری بکری کی قربانی کرکے ادا کرچکا، لہٰذا اس پر پہلی بکری کی قربانی لازم نہیں، خواہ وہ دوسری بکری قیمت میں پہلی کی مثل ہو یا اس کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو، بوجہ اس کے جو ہم نے بیان کردیا، ہاں! اگر قیمت کم ہو، تو جو دونوں قیمتوں کے درمیان تفاوت ہوگا، اتنی قیمت صدقہ کرنا ہوگی، کیونکہ یہ اضافی رقم قربانی سے الگ اس کے پاس بچ گئی، لہٰذا اس کا حکم قربانی کے جانور سے دودھ کی منفعت حاصل کرنے کی طرح ہے اور اگر اس نے کچھ بھی صدقہ نہ کیا، بلکہ ایام نحر میں ہی پہلی بکری کی بھی قربانی کر دی، تو وہ کافی ہوجائے گا اور اس سے وہ زائد قیمت کا صدقہ ساقط ہوجائے گا، کیونکہ صدقہ تو قربانی کے جانور سے حاصل کی گئی منفعت کے بدلے میں واجب ہوتا ہے، لہٰذا جب اس نے اصل چیز (یعنی پہلی بکری کی قربانی) اپنے وقت میں ادا کردی، تو اس کا بدل (یعنی صدقہ) بھی ساقط ہوجائے گا۔ (بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ66، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10013

تاریخ اجراء: 08 ذوالحجۃ الحرام 1446ھ/25 مئی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net